الَّذِی خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ أَیُّکُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِیزُ الْغَفُورُ

# مشکلۃ الشر کا مسئلہ

(ملحدین کے شبہ کا دندان شکن جواب)

از قلم

ہدایت اللہ الفارس

# مشکلۃ الشر کا مسئلہ

ہدایت اللہ فارس

مشکلۃ الشر عربی کے دو لفظوں سے مرکب ایک اصطلاح ہے جسے انگلش میں Problem of evil کہا جاتا ہے، یہ مبحث "شیودیسیا" (Theodicy) کے تحت داخل ہے جو دو یونانی لفظوں پر مشتمل ایک کلمہ ہے جس کی اصل شیوس بمعنی الہ اور دکی بمعنی عدل ہے، یعنی اللہ کا عدل۔

اس کلمہ کا ظہور پہلی مرتبہ فلسفی لیبنتس کے قلم سے اس کی اپنی کتاب؛

"Essais de Theodicee sur la Bont de Dieu....." میں 1710م کو ہوا۔

رب العالمین کے عدم وجود پر ملحدین کا یہی مرکزی دلیل اور حجت ہے (معاذاللہ) جس کی صراحت امریکی فلسفی Michael Twonley نے 2010 کے ایک مناظرہ میں کی ہے۔

حتی کہ ایک المانی ملحد Georg Buchner نے اسے "الحاد کی چٹان" سے تعبیر کیا ہے!

تو یہ ہے مشکلۃ الشر کا مختصر تعارف۔

اسی شبہ کے ذریعے ملحدین اللہ رب العزت کے علیم ہونے، قدیر ہونے اور حکیم ہونے کی نفی کرتے ہیں کہ دنیا میں شر کا وجود اللہ کے علیم، قدیر اور حکیم ہونے کے منافی ہے، کیونکہ اس کا علم، اور اس کی قدرت و حکمت اس بات کا متقاضی ہے کہ کسی قسم کے شر (برائی) کو وجود میں آنے سے روکے!

لہذا ثابت ہوا کہ دنیا میں شر کا پایا جانا ہی اس الہ کے وجود کی نفی کر رہا ہے جس سے سابقہ تینوں صفات کا مفقود ہونا ناممکن امر ہے۔

عقل و دانش سے کورے ان ملحدین کا سب سے بڑا شبہ یہی ہے کہ اللہ تعالی کسی ایسی چیز کو کیسے پیدا کر سکتا ہے جس میں شر موجود ہو باوجود کہ وہ اسے ناپسند کرتا ہے!

## عقلی و نقلی دلائل سے شبہ کا ازالہ؛

سب سے پہلی بات یہ کہ ہم اہل توحید کا اس معاملے میں قطعی اعتقاد ہے کہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے، اللہ رب العالمین فرماتا ہے:

إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ

یعنی ہر شے خواہ اس کا تعلق خیر سے ہو یا شر سے اس کے علم، اس کی کتاب اور اس کی مشیت میں داخل ہے اور اس کی قدرت سے کوئی بھی چیز خارج نہیں ہے۔

جس طرح دنیا میں خیر کا وجود اللہ کی مرضی کے بنا ناممکن ہے ٹھیک اسی طرح شر کا وجود بھی اس کی مرضی کے بغیر ناممکن ہے۔

لہذا جو بھی شے واقع ہونے والی ہوتی ہے اس کا علم اللہ تعالی کو پہلے سے ہوتا ہے اور لوح محفوظ میں وہ لکھی ہوئی ہوتی ہے۔

اللہ فرماتا ہے: مَآ أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَلَا فِيٓ أَنفُسِكُمۡ إِلَّا فِي كِتَٰبٖ مِّن قَبۡلِ أَن نَّبۡرَأَهَآۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٞ

ترجمہ: نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ تمہاری جانوں میں مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے یقینا یہ کام اللہ تعالی پر بالکل آسان ہے۔(الحدید: ۲۲)

دوسرے مقام پر فرماتا ہے: مَّا فَرَّطۡنَا فِي ٱلۡكِتَٰبِ مِن شَيۡءٖ

کہ ہم نے دفتر میں کوئی چیز نہیں چھوڑی۔(انعام: ۳۸)

**اس ضروری وضاحت کے بعد اب ہم مذکورہ شبہ کا عقلی و نقلی دلائل کی روشنی میں بالاختصار کھنڈن کرتے ہیں؛**

★ شر کی اضافت اللہ تعالی کی طرف نہ تو فعلا کی جاسکتی ہے اور نہ ہی وصفا، کیوں کہ شر مخلوق کے اندر ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے حضور فرماتے ہیں: "الخير كله في يديك والشر ليس إليك"
(صحیح مسلم: ۷۷۱)

اس کی سمجھ جنات کو بھی پہلے سے رہی ہے، چنانچہ اللہ تعالی ان کی حکایت بیان کرتے ہوئے قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَأَنَّا لَا نَدۡرِيٓ أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَن فِي ٱلۡأَرۡضِ أَمۡ أَرَادَ بِهِمۡ رَبُّهُمۡ رَشَدٗا (الجن: ۱۰)

آیت میں غور کریں! جب شر کی بات آئی تو مجہول کا صیغہ استعمال کیا گیا اور جب خیر کی بات آئی تو صیغہ معروف سے رب تعالی کی طرف اس کی اضافت کی گئی!

اور آخر شر کی اضافت اس ذات وحدہ لاشریک لہ کی طرف کیسے کی جاسکتی جو تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے!

اور یہ ممکن بھی کیسے ہوسکتا ہے جب اللہ خود فرماتا ہے کہ وہ صراط مستقیم پر ہے؛ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ
(ھود: ۵۶)

لہذا معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کے تمام افعال واحکام عدل اور حکمت و مصلحت پر مبنی ہیں۔

★ اللہ رب العزت کی مخلوقات میں شر محض تو دور شر غالب بھی نہیں ہے بلکہ تمام مخلوقات میں اصل یا تو خیر محض ہے یا پھر خیر غالب وہ مخلوقات جن میں خیر محض ہوتا ہے "انبیاء کرام اور ملائکہ علیہم السلام" ہیں اور بقیہ خیر محض وغالب میں مشترک ہیں۔

واضح رہے کہ ہم یقینا دنیا میں شر کے موجود ہونے کو تسلیم کرتے ہیں لیکن یہ کسی صورت میں تسلیم نہیں کرتے کہ وہ شر محض ہے جیسا کہ ملحدین کا گمان ہے!

بلکہ دنیا میں جتنے انواع کی تکالیف و مشکلات ہیں ان میں خیر اور مصلحت ضرور ہوتی ہے، یعنی ایک ناحیہ سے شر تو دوسرے ناحیہ سے خیر موجود ہوتا ہے اور خیر کا پہلو ہی زیادہ غالب رہتا ہے۔

لہذا عقل ان مصایٔب و مشکلات کے وجود کا ہی تقاضا کرتی ہے نہ کہ عدم وجود کا۔

ان کی کج فہمی کی انتہاء دیکھیے کہ یہ لوگ پانی اور آگ کی مثال پیش کر کے گویا ہوتے ہیں کہ بڑے بڑے سیلاب میں بے شمار بستیاں ڈوب کر تباہ ہو جاتی ہیں، اور اسی طرح آگ بھی بہت سارے فسادات کا سبب بنتی ہے!

اچھا! لیکن ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا یہ نادر الوقوع واقعات اس بات کے متقاضی ہیں کہ جس پانی سے تمام مخلوقات کی زندگی ٹکی ہوئی ہے اور جس آگ سے بے شمار فوایٔد حاصل کیے جاتے ہیں اسے شر محض کہہ کر اس کے موجود ہونے پر سوالیہ نشان لگا دی جائے کہ اللہ نے اسے وجود کیوں بخشا؟!

کیا کوئی عقل سلیم کا حامل انسان اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے، ہر گز نہیں! بلکہ ایسا انسان اصلا پانی اور آگ میں شر کے ہونے کو ہی تسلیم نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ اس میں شر محض کو تسلیم کر لے۔

لہذا حکمت ایسے شر کے وجود کا ہی تقاضا کرتی ہے، جس میں خیر کا پہلو زیادہ غالب ہو نہ کہ اس کے عدم وجود کا اور ساتھ ہی ایسا شر خالق کائینات کے موجود ہونے کو ہی مستلزم ہے نہ کہ عدم وجود کو۔

★ مخلوقات میں جو شر موجود ہوتا ہے وہ شر نسبی ہوتا ہے، یعنی یہ شر یا تو باعتبار محلہ ہوتا ہے یا پھر اس شخص کے لیے ہوتا ہے جو اس سے متأثر ہوتا ہے اور یہی شر خود اس متاثر شخص کے لیے یا دوسروں کے لیے ایک یا ایک زائد اعتبار سے اپنے اندر خیر بھی لیا ہوا ہوتا ہے، پھر وہ انسان اس خیر سے یا تو دنیا ہی میں بہرہ ور ہو جاتا ہے یا پھر آخرت کے لیے اسے مؤجل کر دیا جاتا ہے۔

اگر اتنی سی بات سمجھ لی جائے تو اللہ تعالی کے پیدہ کردہ تمام انواعِ شر کو دنیا میں وجود بخشنے کے پیچھے جو حکمت اور مصلحت ہے اس کی جھلک ضرور نمایاں ہو جائے گی۔

اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہر مصیبت میں اللہ تعالی نے بہت زیادہ خیر رکھا ہوا ہے، یہ الگ بات ہے کہ وہ خیر کبھی ہمارے سامنے ظاہر ہوتا ہے اور بسا اوقات وہ ہم سے پوشیدہ ہی رہ جاتا ہے۔

لہذا اگر ہماری عقل مشکلات میں پوشیدہ حکمت کو تلاش کرنے میں ناکام ہو جائے تو اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ سرے سے اس میں کوئی حکمت یا مصلحت موجود ہی نہیں!

کیوں کہ کسی چیز کی موجودگی کا علم نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ چیز اصلا وجود ہی نہیں رکھتی۔

یہ وہ قاعدہ کلیہ ہے جس سے کوئی بھی عقل مند انسان انکاری نہیں ہو سکتا!

اور اسی قاعدہ کی رو سے اللہ تعالی کا شر کو وجود بخشنے کے پیچھے خاص حکمت کا موجود ہونا بھی لازم آتا ہے۔

بس قصور ہمارے فہم کا ہے کہ جس چیز کا علم ہمارے پاس ہوتا ہے اس کے ذریعے ہم ان اشیاء پر قیاس آرائیاں شروع کر دیتے ہیں جو ہم سے مخفی ہوتے ہیں!

★ دنیا کے اندر اللہ تعالی کی جو رحمتیں، خیرات و برکات اور نعمتیں موجود ہیں وہ شر کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہیں

اللہ فرماتا ہے: وَإِن تَعُدُّواْ نِعۡمَتَ ٱللَّهِ لَا تُحۡصُوهَآۗ إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ لَظَلُومٞ كَفَّارٞ

ترجمہ: اگر تم اللہ کے احسان گننا چاہو تو انھیں پورے کبھی گن نہیں سکتے، یقیناً انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

(إبراهيم: ٣٤)

سورہ نحل میں بھی اللہ تعالی نے یہ بات بتائی کہ:

وَإِن تَعُدُّواْ نِعۡمَةَ ٱللَّهِ لَا تُحۡصُوهَآۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَغَفُورٞ رَّحِيمٞ

(النحل:١٨)

آپ ذرا سوچیں کیا کوئی اس بات سے کہ "دنیا میں صحت مند لوگوں کی تعداد مریضوں سے ہزاروں گنا زیادہ ہیں" انکار کر سکتا ہے؟!

ہر گز نہیں!

اسی طرح زلزلے، حوادث اور جلنے کٹنے سے لے کر ایکسڈینٹ ہونے جیسے واقعات بہت کم رونما ہوتے ہیں بنسبت اس طرح کے حادثے نہ ہونے کے۔

تو کیا یہ دنیا میں شر کے بالمقابل خیر کے زیادہ ہونے کی دلیل نہیں؟!

اس سے وہی شخص انکار کر سکتا ہے جو یا تو سخت متعصب اور ناانصاف ہے یا حد درجہ کم عقل!

★ دنیا میں شر کا وجود حسنِ عالم کو مستلزم ہے، بس ضروری یہ ہے کہ نظر اشیاء کے کل پر ہو نہ کہ جزء پر، اور ملحدین کی سب سے بڑی خامی اور نادانی یہی ہے کہ وہ نظر کو اشیاء کے جزء پر مقید کر کے کل پر حکم عائد کرنے کی ناروا کوشش کرتے ہیں!

ایک مثال سے ہم اس کی وضاحت کرنے کی کوشش کرتے ہیں؛

ہمارے سامنے کئی کمروں پر مشتمل ایک خوبصورت محل ہو جس میں ایک کمرہ کے سامان منتشر ہونے کی وجہ سے بقیہ کمروں کے مقابلے میں وہ کمرہ اچھا نہ دکھ رہا ہو تو کیا پورے محل پر بدصورتی کا مہر لگا دیا جانا عقلمندی کی دلیل ہو سکتی ہے؟! حاشا وکلا!

ٹھیک یہی مسئلہ دنیا میں موجود شر کا ہے، اس کے روئے زمین میں موجود ہونے کی خوبصورتی تبھی ظاہر ہو سکتی ہے جب نظر کل پر ڈالی جائے۔

ذرا سوچیں! اگر بیماری کا وجود نہ ہو تو صحت مندی کی کیا قیمت، غریبی نہ ہو تو دولت کی کیا قیمت اسی طرح مشقت و پریشانی نہ ہو تو کامیابی کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے؟!

ان ساری چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس دنیاوی زندگی پر غور کریں تو مصائب و مشکلات کے بغیر یہ زندگی بالکل بدمزہ ہو کر رہ جاتی ہے کیوں کہ کسی بھی شے کا حسن اس کی ضد سے نمایاں ہوتا ہے۔

ایک اہم بات یہ کہ دنیا میں موجود تمام قسم کے شر میں کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہوتی ہے لہذا عدم مصلحت کا دعوی کرنا بالکل ناممکن دعوی ہے، کیوں کہ اس کی اصل تک پہنچنے کے لیے ایسے علم کی ضرورت ہے جو ساری چیزوں کو محیط ہو اور انسان تو اس پر تمکن حاصل کرنے سے رہا۔!

اللہ کا ارشاد ہے: وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ ٱلۡعِلۡمِ إِلَّا قَلِيلٗا

تمھیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

اخیر میں ان ملحدین سے ہم بھی ایک دو سوال داغنے کا حق رکھتے ہیں کہ اے عقل کے مارو!

اگر شر کا وجود اللہ سبحانہ وتعالی کے عدم وجود کی دلیل ہے تو دنیا میں جو خیر موجود ہے اس کے بارے میں کیا خیال ہے کیا یہ اللہ تعالی کے موجود ہونے پر دلیل نہیں؟!

جبکہ اصل تو خیر ہی ہے اور وہی زیادہ ہے اس کے مقابلے میں تو شر بہت تھوڑے ہیں۔

دوسرا سوال: ملحدین کے نزدیک جب سارے اشیاء مادی ہیں اور یہ دنیا ایسے ہی اتفاقا بلا خالق ہی وجود میں آگئی ہے تو پھر حکمت، غایت، احساس، خیر و شر، حق کو ثابت کرنے کا معیار اور صحیح غلط کی معرفت کا کیا تصور؟!

کیوں کہ ان کے نزدیک تو ایسا کوئی خالق ہے ہی نہیں العیاذ باللہ جو ان چیزوں کو وجود میں لائے !

پھر شر سے استدلال کیسے کیا جارہا ہے، آخر اصلا اس شر کا معیار کیا ہے ؟

یہ کیسے فیصلہ کیا جارہا ہے کہ فلاں شے شر ہے، فلاں صحیح ہے اور فلاں چیز صحیح نہیں ہے !

کوئی معیار تو ہو جس کے ذریعے استدلال کیا جارہا ہے۔

ہمیں پتا ہے ان سارے سوالات کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں سوائے ہفوات بکنے کے، کیوں کہ ان کی عقل پر پردے پڑے ہیں اور انہوں نے شیطان کو اپنا سردار بنا رکھا ہے۔

محترم قارئین !

خلاصہ یہ کہ دنیا دار الابتلاء ہے، اللہ تعالی نے اسے آزمائش وامتحان کے لیے پیدا کیا ہے نہ کہ نعمت وسعادت کی ریل پیل کے لیے۔

اللہ رب العالمین فرماتا ہے: ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلْمَوْتَ وَٱلْحَيَوٰةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْغَفُورُ

لہذا جب دنیا دار سعادت نہیں ہے تو تمام قسم کی نعمتوں اور لذتوں کے حصول اور غموں کے زوال کا متمنی ہونا بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں۔

انسان کے لیے بھلائی اسی میں ہے کہ وہ وہی کام کرے جس سے اللہ راضی ہو جائے تاکہ آخرت میں سعادت والی زندگی نصیب ہو بصورت دیگر ایسے لوگوں کے لیے جہنم کی آگ تیار ہے جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے کیوں کہ انصاف کا یہی تقاضا ہے اور یقینا اللہ تعالی کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

إِنَّ للهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَلَٰكِنَّ النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ

بلاشبہ رب کریم کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا، ہاں انسان خود ہی اپنے نفس کا ظالم ہوتا ہے !

(یونس: ٤٤)

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ تعالی جو کرتا ہے اس پر کوئی سوال نہیں ہوگا کیوں کہ وہ خالق ہے

اللہ رب العالمین فرماتا ہے: لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُونَ

پر ہاں انسانوں سے اپنے کیے پر سوال ضرور ہوگا۔

اللہ سے دعا ہے کہ تاحیات وہ ہمیں صراط مستقیم پر گامزن رکھے اور جب ہم اس سے ملیں تو ایمان کی حالت میں ملیں۔ آمین